سوال

بدعات کوثابت کرنے کےلیے نبی ﷺ کی طرف نسبت کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بدعت کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہوں اکثر لوگ بہت سارے امور کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے، جس کی بنا پر مجھے بہت تشویش اور مشکل ہوتی ہے، پھر یہ کہ آیا کیا کسی حدیث میں یہ بیان نہیں ہوا کہ: اگر کوئی شخص نیا اور فائدہ مند عمل کرتا ہے تو اسے ثواب ہوگا۔؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر سب بدعات کو مذموم کیوں شمار کیا جاتا ہے۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سوال: بعض لوگ عید میلادالنبی یا دیگر بدعات کو ثابت کرنے کےلیے اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان کو دلیل بناتے ہیں: من سن سنۃ حسنۃ الخ برائے مہربانی اس حدیث کی تشریح جو سلف نے پیش کی ہے وہ کر دیجیے اور اس حدیث سے غلط استدلال کا رد بھی فرما دیجیے۔؟

اول:

سب سے پہلے تو شرعی طور پر بدعت کی تعریف اور معنی معلوم کرنا ضروری ہے:

بدعت کی تعریف:

دین میں ایجاد کردہ نیا طریقہ جس پر عمل کرنے سے اجر و ثواب اور اللہ کا قرب حاصل کرنا مقصد ہو یہ بدعت کہلاتا ہے۔

اس کا معنی یہ ہوا کہ وہ طریقہ نہ تو شریعت میں وارد ہے اور نہ ہی اس کی کتاب وسنت میں کوئی دلیل پائی جائے اور نہ ہی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں پایا جاتا تھا، تعریف سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ دنیاوی ایجادات شرعی طور پر مذموم بدعت میں شامل اور داخل نہیں ہونگی۔

رہا سائل کا اشکال میں پڑنا اگر تو سائل کا مقصد ابوہریرہ اور جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث میں تعارض ہے تو ہم سائل سے عرض کرتے ہیں کہ آئیں ہم ان احادیث کی نص اور اس کی شرح کو دیکھتے ہیں:

جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس کسی نے بھی کوئی اچھا طریقہ بنایا اور اس پر عمل کیا جانے لگا تو اسے اور اس پر عمل کرنے والے سب کو بغیر کسی کمی کے اجروثواب حاصل ہوگا، اور جس کسی نے بھی کوئی شر اور برا طریقہ ایجاد کیا اور اس پر چلا جانے لگا تو اسے اور اس پر عمل کرنے والوں کو بغیر کسی کمی کے گناہ ہوگا"

سنن ترمذی حدیث نمبر (2675) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

اس حدیث کی کوئی مناسبت اور قصہ ہے جو قولہ : جو کوئی اچھا طریقہ ایجاد کرتا ہے" کی وضاحت کرتا ہے، وہ قصہ صحیح مسلم کی حدیث میں جریر بن عبداللہ ہی کی روایت سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں :

"کچھ اعرابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے اون پہنی ہوئی تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ بری اور پراگندہ حالت دیکھی کہ وہ تنگ دست اور ضرورتمند ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ وخیرات پر ابھارا، تو لوگوں نے اس میں سستی اور دیر کی حتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے اس کا اظہار ہونے لگا۔ راوی بیان کرتے ہیں : پھر ایک انصاری صحابی چاندی کی ایک تھیلی لایا اور پھر ایک دوسرا صحابی اور پھر سب نے ان کی پیروی کی حتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ سے خوشی وسرور ٹپکنے لگا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :"جس کسی نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اور اس پر بعد میں عمل ہونے لگا تو اس کے لیے بھی اس پر عمل کرنے کے برابر اجر لکھا جائیگا اور کسی کے اجروثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائیگی۔

اور جس کسی نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا اور بعد میں اس پر عمل کیا جانے لگا تو اس کے لیے اس پر عمل کرنے والے کے برابر گناہ لکھا جاتا ہے اس میں کوئی کمی نہیں کی جاتی"

صحیح مسلم حدیث نمبر (1017)۔

اور اس کی مزید وضاحت نسائی کی روایت میں ہے :

جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دن کے نصف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن آئے انہوں نے گردنوں میں تلواریں حمائل کی ہوئی تھیں ان میں سے اکثر افراد مضر قبیلہ کے تھے، بلکہ سب ہی مضر کے تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کے فقروفاقہ کی یہ حالت دیکھی تو آپ کا چہرہ متغیر ہوگیا، آپ اندر داخل ہوئے اور پھر باہر نکلے اور بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو اذان کا حکم دیا اور نماز کی اقامت کہی آپ نے نماز پڑھائی اور پھر لوگوں سے خطاب فرمایا :

لوگو اپنے پروردگار کا تقوی اختیار کرو جس نے تمہیں ایک ہی جان پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پھیلائے، اور اس اللہ کا تقوی اختیار کرو جس کے نام پر تم سوال کرتے ہو، اور صلہ رحمی کرتے ہو، یقینا اللہ تعالی تمہارا نگہبان ہے، اور اللہ کا تقوی اختیار کرو، اور ہر جان دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے، آدمی کو اپنے دینار اور اپنے درہم اور کپڑے اور گندم اور کھجور کے صاع سے صدقہ کرنا چاہیے حتی کہ آپ نے فرمایا : چاہے وہ آدھی کھجور ہی صدقہ کرے۔ تو ایک انصاری شخص تھیلی لایا اس کی ہتھیلی اس سے عاجز آرہی تھی بلکہ عاجز ہو چکی تھی، پھر لوگ اس کی پیروی کرنے لگے حتی کہ میں نے غلہ اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھے اور میں نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ لہلانے لگا گویا کہ وہ سونا ہو، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :"جس کسی نے بھی اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کو اس کا اور اس پر عمل کرنے والے کا بھی اجر ثواب حاصل ہوگا اس کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائیگی، اور جس کسی نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اسے اس کا اور اس پر عمل کرنے والے کا گناہ ہوگا اس میں کوئی کمی نہیں ہوگی"

اسے امام نسائی نے مجتبی نسائی، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی الصدقۃ میں روایت کیا ہے

اس قصہ اور مناسبت سے یہ واضح ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان :

"جس کسی نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا"

کا معنی یہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا احیاء کیا یا اس کی طرف راہنمائی کی یا اس پر عمل کا حکم دیا یا اس پر عمل کیا تا کہ لوگ اس کی اقتدا کرتے ہوئے اسے دیکھ کر یا سن کر اس سنت پر عمل کرنے لگیں۔

اور اس پر درج ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صدقہ کرنے) پر ابھارا، ایک شخص کہنے لگا میں اتنا دیتا ہوں، تو مجلس میں کوئی شخص بھی نہ بچا جس نے اس آدمی پر صدقہ نہ کیا ہو چاہے وہ تھوڑا تھا یا زیادہ، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کسی نے بھی کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اسے اس کا پورا اجر دیا جائیگا اور ان کا اجر بھی جنہوں نے اس پر عمل کیا ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائیگی"

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (204)۔

اوپر جو بیان ہوا ہے اس سے وہ کچھ واضح ہوتا ہے جس سے شک کی کوئی مجال نہیں رہتی کہ اس سے یہ مراد ہو سکتا ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین میں بدعت کو جائز قرار دیا یا پھر بدعت حسنہ کا دروازہ کھولا جیسا کہ لوگوں کا خیال ہے، اس لیے درج ذیل امور بیان ہوئے ہیں:

1- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بار بار تکرار کے ساتھ ہر خطبہ جمعہ اور عید کے خطبہ میں یہ بیان فرمایا کرتے تھے:

"ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے"

اسے نسائی نے باب کیف الخطبۃ صلاۃ العیدین میں روایت کیا ہے، اور مسند احمد میں جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے اور ابو داود میں عرباض بن ساریہ اور ابن ماجہ میں ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہم سے مروی ہے:

اس حدیث میں شاہد "ہر گمراہی آگ میں" ہے۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ یہ کہتے:

"اما بعد: یقینا سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب اللہ ہے، اور سب سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، اور سب سے برے امور نئے ایجاد کردہ ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر (867)۔

تو جب ہر بدعت گمراہی ہے تو اس کے بعد یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام میں کوئی بدعت حسنہ بھی ہے، اللہ کی قسم یہ تو صریحا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان و فیصلہ کے مخالف ہے۔

2- اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ بتایا ہے کہ جس نے بھی دین میں کوئی نیا کام اور بدعت ایجاد کی تو اس کا عمل تباہ اور مردود ہے، اسے اللہ تعالی قبول نہیں فرمائیگا، جیسا کہ درج ذیل حدیث میں وارد ہے:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے"

صحیح بخاری بمع فتح الباری حدیث نمبر (2697)۔

تو پھر اس کے بعد کسی شخص کے لیے بدعت کو جائز کہنا اور اس پر عمل کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

3- بدعتی شخص جو دین میں کوئی ایسا کام اضافہ کرتا ہے جو دین میں نہ تھا اس کے اس فعل سے کئی ایک برائیاں لازم آتی ہیں جو ایک ایک بڑھ کر ہیں۔ مثلا:

دین کے ناقص ہونے کا الزام، اور یہ کہ اللہ نے اس کی تکمیل نہیں کی، اور اس میں زیادتی کی مجال ہے حالانکہ یہ درج ذیل فرمان باری تعالی کے متصادم ہے:

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے، اور تم پر اپنی نعمت بھرپور کر دی ہے، اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا ہوں۔''

یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ہی دین ناقص تھا حتی کہ یہ بدعتی شخص آیا اور اس نے آکر تکمیل کی۔

اس بدعت کے اقرار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو قسم کے امور کی تہمت لازم آتی ہیں:

یا تو وہ اس بدعت حسنہ سے جاہل تھے۔

یا پھر انہیں علم تھا لیکن انہوں نے اپنی امت سے چھپائی اور اس کی تبلیغ نہ کی (نعوذ باللہ من ذلک)۔

اس بدعت کا اجر نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاسکے اور نہ ہی صحابہ کرام حتی کہ یہ بدعتی شخص آیا تاکہ اس اجر کو حاصل کر سکے، حالانکہ اسے تو یہ کہنا چاہیے تھا کہ: اگر یہ بھلائی اور خیر کا کام ہوتا تو وہ صحابہ کرام اس کی طرف سبقت لے جاتے۔

بدعت حسنہ کا دروازہ کھلنے سے دین میں تغیر و تبدل اور خواہشات و رائی کا دروازہ کھلنے کا باعث بنے گا، کیونکہ ہر بدعتی شخص یہ کہے گا میں نے جو کام کیا ہے وہ اچھا اور حسن ہے، تو ہم کسی رائے کو اپنائیں اور کس کے پیچھے چلیں؟

بدعات پر عمل کرنے سے کئی سنتوں کو ترک کرنے کا باعث ٹھرے گا، اور یہ حقیقت ہے واقعات اس کے شاہد ہیں: جب بھی کوئی بدعت ایجاد ہوتی ہے تو اس کے مقابلہ میں ایک سنت مٹ جاتی ہے، لیکن اس کے برعکس صحیح ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر قسم کی ظاہر اور باطنی گمراہی اور فتنوں سے محفوظ رکھے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

محدث فتوی

فتوی کمیٹی